رمضان میں توحید

کے مظاہر

فضیلۃ الشیخ محمد بن غالب العمری حفظہ اللہ

ترجمہ وتبویب

طارق بن علی بروہی

رمضان میں توحید کے مظاہر پہلا ایڈیشن 1442ھ / 2021ء
الدارمی پبلیکیشنز کی شائع کردہ

جملہ حقوق برائے اشاعت بحق دارمی پبلیکیشنز© 2021 محفوظ ہیں۔

اس کتاب کا کوئی بھی حصہ بشمول سرورق ڈیزائن کسی بھی جگہ اور کسی بھی طور پر خواہ ہارڈ کاپی پرنٹ میں ہو یا الیکٹرانک ذرائع سے جیسے سافٹ کاپی وریکارڈنگ وغیرہ ناشر سے باقاعدہ پیشگی تحریری اجازت کے بغیر شائع کرنا ممنوع ہے۔ مخالفت کی صورت میں دارمی پبلیکیشنز قانونی چارہ جوئی کا حق استعمال کر سکتی ہے۔

www.darimibookstore.com

ISBN 978-969-2202-23-7

فہرست

توحید کی اہمیت، فضائل اور اس کی قدر و منزلت 3

توحید وہ فطرت ہے جس پر اللہ تعالی نے بندوں کو پیدا فرمایا ہے 4

توحید اسلام کا پہلا رکن ہے 5

توحید ایمان کا بھی پہلا رکن ہے 6

توحید بندے پر پہلا واجب اور تمام رسولوں کی سب سے پہلی دعوت ہے 6

قرآن کریم کا پہلا حکم توحید ہے 8

اہل توحید پر ہمیشگی والی جہنم کی آگ حرام ہے 8

توحید گناہوں کی بخشش کا ذریعہ 10

دنیا و آخرت میں مکمل امن کی ضمانت توحید ہے 11

شفاعت نبوی صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے سب سے زیادہ حقدار اہل توحید ہوں گے 12

مومن کی ہر عبادت میں توحید کارفرما ہوتی ہے 13

رمضان اور روزوں میں پائے جانے والے مظاہرِ توحید 14

روزہ اور اخلاص 15

روزے میں دعاء اور توحید 19

اتباع رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ میں توحید کا مظہر 23

روزوں میں گناہوں سے اجتناب بھی توحید کا مظہر ہے 25

تلاوت قرآن اور توحید 28

توحید اور تقویٰ 29

روزہ اور تزکیۂ نفس 30

توحید کی تینوں اقسام کا اپنی عبادات میں شعور پیدا کرنا 31

تعلیقات 35

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو، جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں ہر گز موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان

ہو۔[1]

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی پیدا کی اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں اور اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتوں (کو توڑنے) سے بھی (بچو)، بے شک اللہ ہمیشہ تم پر پورا نگہبان ہے۔[2]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا، يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور بالکل سیدھی بات کہو، وہ تمہارے لیے تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے

[1] آل عمران:102

[2] النساء:1

لیے تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی
فرماں برداری کرے تو یقیناً اس نے کامیابی حاصل کرلی، بہت بڑی
کامیابی۔[3]

فَإِنَّ خَيْرَ الْكَلَامِ كَلَامُ اللهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ، وبعد:

مجھے انتہائی خوشی ہو رہی ہے کہ اس رات یعنی رمضان کی پانچویں رات سن 1434ھ کو ہماری یہ ملاقات ہو رہی ہے، جو ان ملاقاتوں اور دروس کا سلسلہ ہے جس کا انعقاد میراث الانبیاء ویب سائٹ نے کیا ہے، اللہ تعالی اسے چلانے والے تمام ساتھیوں کو اس چیز کی توفیق دیتا رہے جسے وہ پسند فرماتا ہے اور اس سے راضی ہوتا ہے۔

توحید سے متعلق کلام کرنا اور اس توحید کا اس عظیم مہینے میں روزوں پر کیا اثر ہوتا ہے، کچھ باتوں سے واضح ہوتا ہے۔ لیکن قبل اس سے کہ ہم اس میں توحید کی نشانیاں ذکر کریں یا اس کے آثار، ضروری ہے کہ ہم کچھ توحید کی فضیلت بیان کریں، یعنی توحید باری تعالی اور عبادت میں اسے اکیلا قرار دینا۔

توحید کی اہمیت، فضائل اور اس کی قدر و منزلت

پس توحید کی عظیم و جلیل قدر و منزلت ہے۔ اور اس عظیم منزلت کو بیان کرنے کے

[3] الاحزاب: 70-71

تعلق سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ میں بہت سے نصوص آئے ہیں۔

توحید وہ فطرت ہے جس پر اللہ تعالی نے بندوں کو پیدا فرمایا ہے

چنانچہ توحید وہ پہلی چیز ہے جس فطرت پر اللہ تعالی نے بندے کو پیدا فرمایا ہے، کیونکہ بلاشبہ اللہ تعالی نے لوگوں کو فطرت اسلام پر پیدا فرمایا ہے، اور یہی توحید کی حقیقت ہے، رسول اللہ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے کہ:

كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ

ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی، یا مجوسی بنادیتے ہیں۔[4]

آپ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اس صحیح حدیث میں یہ نہیں فرمایا کہ وہ اسے مسلمان بنادیتے ہیں، کیونکہ بے شک وہ فطرت جس پر اللہ تعالی نے لوگوں کو پیدا فرمایا وہ یہی فطرت اسلام ہی ہے۔ جس کی تعریف یہ ہے کہ:

الإستسلام لله بالتوحيد، والإنقياد له بالطاعة، والبراءة من الشرك وأهله

[4] البخاري الجنائز (1292)، مسلم القدر (2658)، أبو داود السنة (4714)، أحمد (2/233،2/481)، مالك الجنائز (569).

توحید کے ذریعہ اللہ تعالی کے لئے مکمل سر تسلیم خم کرنا، اور اطاعت کے ذریعہ مکمل تابعداری، اور شرک و مشرکین سے برأت وبیزاری کا اظہار کرنا۔

توحید اسلام کا پہلا رکن ہے

اسی طرح سے یہ وہ اول عہد ہے جو اللہ تعالی نے بنی آدم سے لیا کہ وہ اسی کی عبادت کریں گے۔ اسی طرح سے ارکان اسلام میں سے بھی یہ پہلا رکن ہے، جیسا کہ ابن عمر رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا وغیرہ کی حدیث میں ہے:

بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ، شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ

اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر ہے: 1-شہادتین کا اقرار، 2- نماز قائم کرنا، 3- زکوۃ ادا کرنا، 4- حج اور 5- رمضان کے روزے۔[5]

لہذا یہ اسلام کا پہلا رکن ہے، کسی بندے کا اسلام بغیر توحید کے قائم ہی نہیں رہ سکتا کہ وہ شہادت کا اقرار کرے، اور جو بات اس شہادت کے تحت آتی ہے اس کا اقرار کرے یعنی اللہ تعالی کو عبادت میں اکیلا جاننا۔

[5] بخاری الایمان 8، مسلم الایمان 16، ترمذی الایمان 2609، نسائی الایمان وشرائعہ 5001، احمد 2/93۔ ابن عمر رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا کی روایت سے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ بخاری کتاب الایمان، باب 2، رقم 8، 1/69، مسلم، کتاب الایمان باب 5، رقم 12، 1/130۔

توحید ایمان کا بھی پہلا رکن ہے

اسی طرح سے توحید ارکان ایمان میں سے بھی پہلے نمبر پر ہے، اور وہ ہے اللہ تعالی پر ایمان لانا۔ کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ اللہ تعالی پر ایمان لانے میں چار باتیں آتی ہیں:

1-اس کے وجود پر ایمان۔

2-اس کی ربوبیت پر ایمان۔

3-اس کی الوہیت پر ایمان، یعنی وہی اکیلا ہر عبادت کا مستحق ہے۔

4-اس کے اسماء وصفات پر ایمان۔

توحید بندے پر پہلا واجب اور تمام رسولوں کی سب سے پہلی دعوت ہے

اسی طرح سے توحید بندوں پر سب سے پہلا واجب ہے، کہ وہ اللہ تعالی کو اکیلا قرار دیں۔ اسی لیے نبی کریم صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جب اپنے صحابہ کرام رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ کو دعوت کے لیے روانہ فرماتے تو وصیت فرماتے کہ وہ سب سے پہلی چیز جس سے وہ آغاز کریں توحید کی جانب دعوت ہو، جیسا کہ الصحیح میں حدیث ابن عباس رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا ہے کہ جب معاذ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا:

فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ۔وفی روایۃ: إِلَى أَنْ يُوَحِّدُوا اللهَ

انہیں سب سے پہلے لا الہ إلا اللہ کی گواہی دینے کی طرف دعوت دو، دوسری روایت میں ہے: انہیں اللہ کی توحید کی طرف دعوت دو۔[6]

اور یہی تمام رسولوں کی سب سے پہلی دعوت ہوا کرتی تھی، کوئی بھی رسول اپنی قوم کی طرف نہیں بھیجا گیا مگر اس نے ان سے یہی کہا کہ:

اعْبُدُوا اللهَ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ

اللہ تعالی کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود بننے کے لائق نہیں۔[7]

اللہ تعالی کی عبادت، اور عبادت میں اسے اکیلا قرار دینا ہی توحید ہے۔

---

[6] أخرجه البخاري، 64-كتاب المغازي،60-باب بعث أبي موسى ومعاذ إلى اليمن قبل حجة الوداع،حديث(4347) و97-كتاب التوحيد، 1- باب ما جاء في دعاء النَّبي -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- إلى توحيد الله تبارك وتعالى،حديث(7372)۔

[7] الاعراف:59

قرآن کریم کا پہلا حکم توحید ہے

اللہ کی کتاب میں جو سب سے پہلا حکم ہوا جب قاری قرآن شروع سے پڑھتا ہے تو جس پہلے حکم سے اس کا گزر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ:

يَاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان لوگوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے۔[8]

فرمایا: اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ یعنی اسے عبادت میں واحد قرار دو، پس عبادت میں سے کوئی بھی چیز کسی غیر اللہ کے لیے ادا نہ کرو۔ یہی وجہ ہے کہ جو توحید کو مضبوطی سے پکڑتا ہے اس کے لیے بہت سے فضائل دنیا و آخرت میں بیان ہوئے ہیں۔

اہل توحید پر ہمیشگی والی جہنم کی آگ حرام ہے

پس توحید پرست شخص آگ پر حرام ہے، وہ ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم میں نہیں رہ سکتا، یہاں تک کہ اگر وہ اپنے گناہوں کے حساب و پاداش میں شروعات میں جہنم میں گیا بھی تو اپنے جرم کے بقدر سزا پا کر اپنی توحید کے ذریعے نجات حاصل کر لے گا۔

[8] البقرۃ: 21

اسی لیے رسول اللہ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جیسا کہ بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ:

> فَإِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللهِ
>
> پس بے شک اللہ تعالی نے آگ (جہنم) کو اس شخص پر حرام کر دیا ہے جس نے لا الہ الا اللہ کہا، اور اس کے ذریعے سے وہ اللہ تعالی کے چہرے کا طالب تھا۔[9]

اسی طرح بخاری و مسلم ہی میں معاذ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ کی حدیث میں آیا ہے کہ:

> مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ، إِلَّا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ
>
> کوئی ایسا نہیں کہ جو اپنے سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ مگر یہ کہ اللہ تعالی اس کو (دوزخ کی) آگ پر حرام کر دیتا ہے۔[10]

پس یہ نجات دلانے والا ہے، توحید کا معاملہ اور کلمۂ توحید اپنے پڑھنے والے کو عذاب سے نجات دلاتا ہے اگر وہ اس کے تقاضوں پر عمل پیرا ہوتا ہے جیسے اللہ کے لیے

---

[9] البخاري كتاب المساجد باب المساجد في البيوت.

[10] البخاري كتاب العلم باب من خص بالعلم قوماً دون قوم كراهية ألا يفهموا.

اخلاص، اس کی عبادت کرنا، ساتھ ہی شرک اور جو بھی چیز توحید میں بگاڑ کا باعث ہو اسے ترک کرنا، تو یہ بلاشبہ اس کے لیے نجات کا سبب ہے۔

توحید گناہوں کی بخشش کا ذریعہ

اسی طرح سے اللہ تعالی توحید کے ذریعے گناہوں کی بخشش فرماتا ہے، جیسا کہ سنن میں موجود حدیث میں آیا ہے، جو کہ صحیح ہے کہ آپ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً

اللہ تعالی فرماتا ہے: اے ابن آدم! اگر تو میرے پاس زمین بھر گناہ لائے پھر اس حال میں تو مجھ سے ملاقات کرے کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو میں ضرور اسی قدر تیرے لیے مغفرت لے کر آؤں گا۔[11]

چنانچہ یہ توحید کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے۔ اس طرح کہ کوئی ایسا گنہگار و نافرمان ہو جو توبہ کیے بغیر اس دنیا سے چلا گیا، تو وہ بروز قیامت اللہ تعالی کی مشیئت وچاہت کے تحت ہو گا

---

[11] یہ حدیث اپنے شواہد کے اعتبار سے حسن ہے۔ اسے ترمذی 3540 نے روایت کیا اور ان کی سند میں کثیر بن فائد ہے جو کہ مجہول الحال ہے لیکن اس کا ایک صحیح شاہد ابوذر رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ کی حدیث میں ہے جو کہ صحیح مسلم ج4 رقم 2687 میں ان الفاظ کے ساتھ ہے: "وَمَنْ لَقِيَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطِيئَةً لَا يُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَقِيتُهُ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً"۔

چاہے تو وہ اسے بخش دے گا اور درگزر فرمائے گا، اور چاہے گا تو عذاب دے گا، اور اگر عذاب دیا بھی تو وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں نہیں رہے گا اگر اس کے پاس توحید تھی۔

دنیا و آخرت میں مکمل امن کی ضمانت توحید ہے

اسی طرح سے مکمل امن دنیا و آخرت میں اہل توحید کے لیے ہے۔ لہذا جو بھی بندوں کے امن وامان میں کمزوری آتی ہے اور جن آزمائشوں اور فتنوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، تو بلاشبہ ان کے عظیم ترین اسباب میں سے توحید کو ترک کرنا اور اللہ تعالی کے حکم میں کوتاہی کا شکار ہونا ہے۔

اللہ جل وعلا کا فرمان ہے:

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ

وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ نہیں ملایا، یہی لوگ ہیں جن کے لیے امن ہے اور یہی ہدایت پانے والے ہیں۔[12]

[12] الانعام:82

سنت میں اس ظلم کی تفسیر آئی ہے کہ اس سے مراد شرک ہے۔ لہذا معنی ہوا کہ:

وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں شرک کی ملاوٹ نہیں کی، یہی لوگ ہیں جن کے لیے امن ہے اور یہی ہدایت پانے والے ہیں۔

لہذا امن کی نعمت، اسی طرح سے ہدایت و توفیق کی نعمت ان اہل توحید کے لیے ہے جو اللہ تعالی کو عبادت میں اکیلا قرار دیتے ہیں۔

شفاعت نبوی صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے سب سے زیادہ حقدار اہل توحید ہوں گے

اسی طرح سے آپ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی شفاعت کے سب سے زیادہ حقدار اہل توحید ہوں گے (اللہ تعالی سے دعاء ہے کہ وہ ہمیں بھی یہ شفاعت نصیب فرمائے)، جیسا کہ بخاری میں ابوہریرہ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ کی حدیث ہے:

أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ

بروز قیامت سب سے بڑھ کر میری شفاعت کی سعادت اسے حاصل ہوگی جس نے اپنے دل کے اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہا

ہو گا۔[13]

اور یہ توحید کی عظمت کی وجہ سے ہے کہ انسان کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی عمل جب تک وہ توحید والا نہ ہو، پس توحید اعمال کی قبولیت کے لیے اولین شرط ہے، لہذا مشرک یا کافر کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ ہاں، ہو سکتا ہے دنیا میں اسے کچھ بدلہ مل جائے، لیکن آخرت میں تو اس کا کچھ بھی حصہ نہیں۔

توحید کے فضائل، اس پر مضبوطی سے جمے رہنے والوں کی آخرت میں جزاء، اور جو کچھ دنیا میں انہیں نعمتیں اور امن وسکون حاصل ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے والے اور اس کے رسول صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی پیروی کرنے والے ہوتے ہیں، اور یہی اللہ والے اور اللہ کی ولایت کے مستحق ہوتے ہیں، ان کے تعلق سے ان جملوں کے بعد عرض ہے کہ۔۔۔

مومن کی ہر عبادت میں توحید کارفرما ہوتی ہے

دراصل توحید کسی بندے سے کبھی جدا نہیں ہوتی وہ کوئی بھی عمل کرے تو وہ دراصل توحید کو قائم کر رہا ہوتا ہے جو کہ عبادت کی اصل ہے، اور اپنے قول یا فعل سے اللہ تعالی کو عبادت میں اکیلا قرار دینا اور اللہ تعالی سے شرک کی نفی کرنا ہوتا ہے، یا پھر وہ توحید کی تکمیل کرنے والے واجب یا مستحب کاموں کی ادائیگی کر رہا ہوتا ہے۔ جب بندے کو واقعی اس بات کا شعور حاصل ہو تو اس سے کوئی بھی عمل صادر نہ ہو گا، نہ وہ کسی عمل کے لیے پیش قدمی کرے گا

[13] البخاري كتاب العلم باب الحرص على الحديث.

مگر ضرور وہ اس عمل میں توحید کے بارے میں شعور رکھتا ہو گا۔ کیونکہ وہ اسے ادا کر ہی نہیں رہا مگر اللہ تعالی کی اطاعت میں اس کی توحید کی خاطر، پس اللہ تعالی کا قول ہی مقدم ہے، اس کا امر ہی لائق پیروی ہے، اور اللہ تعالی کے امر ہی میں سے رسول اللہ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی سنت کی پیروی کرنا بھی ہے۔

رمضان اور روزوں میں پائے جانے والے مظاہرِ توحید

پس جو روزے ہیں، یعنی رمضان کے روزے، ان عبادتوں میں سے ایک عبادت ہے جو اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر فرض قرار دی ہیں، جیسا کہ ہمارے رب تعالی کا فرمان ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا لکھ دیا (فرض کر دیا) گیا ہے، جیسے ان لوگوں پر لکھا گیا جو تم سے پہلے تھے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔[14]

پس یہ ایک عبادت ہے۔ لہذا ہمارے لیے ممکن ہے کہ ہم اس فضیلت والے مہینے رمضان میں پائی جانے والی توحید کی نشانیاں یا اس کے مظاہر بیان کریں، جو کہ مختلف پہلوؤں سے

[14] البقرۃ:183

بیان کیے جاسکتے ہیں:

روزہ اور اخلاص

1- بے شک روزہ ایک عبادت ہے، اور روزے دار کا اسے صحیح طور پر ادا کرنا اللہ تعالی کی توحید کی دلیل ہے۔ روزہ عبادتوں میں سے ایک عبادت ہے جو اللہ تعالی کے لیے خالص ہونی چاہیے اور رسول اللہ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی سنتوں کے مطابق ہونی چاہیے۔ کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ کوئی بھی عمل جس کے ذریعے سے اللہ تعالی کا تقرب حاصل کیا جاتا ہے، اس میں دو شرطوں کا پایا جانا لازمی ہے:

اللہ تعالی کے لیے اخلاص۔

وہ عمل رسول اللہ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی سنت کے مطابق ہو۔

روزہ ایسی عبادت ہے کہ جس کے ذریعے اللہ تعالی کا تقرب حاصل کیا جاتا ہے، اسی لیے اللہ تعالی نے بیان فرمایا کہ یہ اس کی عبادت ہے حالانکہ ساری ہی عبادات اسی کی ہیں، لیکن عنقریب اس کا بیان آئے گا کہ یہ کہنے میں آخر کیا راز ہے، رسول اللہ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے اس فرمان کے تحت کہ جو حدیث قدسی ہے جو وہ اپنے رب عزوجل سے روایت فرماتے ہیں کہ بندہ اس کی خاطر اپنا کھانا، پینا اور شہوات چھوڑ دیتا ہے تو اللہ تعالی فرماتا ہے:

الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ

روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا۔[15]

چنانچہ روزہ عبادتوں میں سے ایک عبادت ہے، اور ہر عبادت اللہ تعالی ہی کے لیے ہے، لیکن اس کے باوجود اللہ تعالی نے فرمایا:

إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي، وَأَنَا أَجْزِي بِهِ

سوائے روزے کے کیونکہ وہ بے شک میرے لیے ہے، اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا۔

ساتھ ہی اس حدیث میں جو روزے کے دیگر فضائل ذکر ہوئے ہیں، یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے، جیسا کہ امام ابن عبد البر رَحِمَهُ ٱللَّهُ نے فرمایا:

اللہ تعالی کا صرف یہ ایک فرمان ہی روزے کی تمام عبادات پر فضیلت ہونے کے لیے کافی ہے کہ: سوائے روزے کے کیونکہ وہ بے شک میرے لیے ہے۔

لیکن اللہ تعالی کا حدیث قدسی میں یہ فرمانا کہ:

سوائے روزے کے کیونکہ وہ بے شک میرے لیے ہے۔

حالانکہ باقی تمام عبادات بھی صرف اسی کے لیے ہیں، اس کے معنی کے متعلق متعدد

15 صحیح بخاری 7492، صحیح مسلم 1153۔

اقوال حافظ ابن حجر رَحِمَهُ ٱللَّهُ نے ذکر فرمائے ہیں۔

کہا گیا کہ اس سے مراد ہے کہ اس میں ریاء کاری واقع نہیں ہوتی، تو یہ اللہ تعالی کے لیے خالص ہوتا ہے، کیونکہ کوئی بھی بدنی عبادت ہو یا مالی عبادت ہو یا ان جیسی کوئی بھی عبادت ہو اس میں انسان سے دکھلاوا ہو سکتا ہے بر خلاف روزے کے۔ یہ معنی سلف کی ایک جماعت سے ذکر ہوا ہے کہ روزے میں ریاء کاری ظاہر نہیں ہوتی، کیونکہ انسان سے اس کی روزے کی حالت ظاہر نہیں ہوتی، بر خلاف نماز یا زکوۃ یا ان جیسی عبادات کے۔

اور یہ بھی کہا گیا کہ اس کا معنی ہے کہ اکیلے اللہ تعالی ہی کو اس کے ثواب کی مقدار کا معلوم ہے، اور اس میں نیکیاں کتنے گنا بڑھتی ہیں۔ جیسا کہ یہ بات معلوم ہے کہ نیکیاں دس سے لے کر سات سو گنا تک بڑھتی ہیں، سوائے روزے کے کیونکہ اللہ تعالی ہی اس کی جزاء دے گا۔

یہ بھی کہا گیا کہ کوئی بھی عبادت ہو اس کے ثواب کا ذکر آیا ہے، لیکن یہ اللہ تعالی کی ایسی عبادت ہے کہ وہی جیسا چاہے گا اس کا ثواب عطاء فرمائے گا۔

چنانچہ اس عبادت میں اللہ تعالی کی توحید کا اظہار ہوتا ہے کہ بندہ اللہ تعالی کے لیے اخلاص اپناتا ہے، اخلاص اور اللہ کی توحید کو اس عبادت میں قائم رکھ کر۔ اور یہ اس کی منزلت ہے یعنی روزے کی قدر و منزلت کہ اللہ تعالی روزے کے بدلے اس کی نیکیوں میں بے پناہ اضافہ فرماتا ہے، کیونکہ روزے کی بہت عظیم قدر و منزلت ہے، اور یہ بہترین عبادات میں سے ہے۔
امام ابن القیم رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں:

یہ اس لیے کیونکہ بندہ اس میں نفس کو قابو میں رکھ کر صبر کرتا ہے اور اسے شہوات

سے روکتا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ:

يَدَعُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَشَهْوَتَهُ مِنْ أَجْلِي

وہ میری خاطر اپنا کھانا، پینا اور شہوت چھوڑ دیتا ہے۔[16]

اور فرمایا: اسی لیے نبی کریم صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے جب افضل ترین اعمال کا پوچھا گیا تو فرمایا:

عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ

تمہیں روزے کو لازم پکڑنا چاہیے، کیونکہ اس کی برابری کا کوئی (عمل) نہیں۔[17]

اور جب صبر نام ہی اس چیز کا ہے کہ انسان اپنے نفس کو نفسانی خواہشات پر ابھانے والی باتوں سے روکے رکھے، تو یہی روزے کی حقیقت ہے۔ کہ روزہ نام ہے اپنے نفس کو کھانے، پینے اور جماع کی خواہشات پر ابھارنے والی باتوں سے روکے رکھنے کا۔ اور صبر کی تفسیر بھی اس سے کی گئی ہے جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے:

اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ

[16] مندرجہ بالا حدیث ہی کا ٹکڑا ہے۔

[17] اسے امام النسائی نے اپنی سنن الصغریٰ 2222 میں روایت فرمایا اور شیخ البانی نے صحیح النسائی میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

صبر اور نماز سے مدد چاہو۔[18]

یہاں صبر کی تفسیر روزے سے بھی کی گئی ہے۔اور یہ سلف کی ایک جماعت کا قول ہے، اللہ تعالی کے اس فرمان کی تفسیر میں کہ:

صبر اور نماز سے مدد چاہو۔

یہاں صبر سے مراد روزہ ہے۔(امام صاحب کا کلام ختم ہوا)

روزے میں دعاء اور توحید

2- اسی طرح توحید کے مظاہر میں سے ہے کہ اس میں اللہ تعالی کو دعاء کے ساتھ اکیلا قرار دیا جاتا ہے، اور توحید کے باب میں دعاء کا مقام بہت عظیم ہے جس پر رسول اللہ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے کہ:

الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ

دعاء ہی عبادت ہے۔[19]

حالانکہ عبادت کی تو مختلف انواع واقسام اور بہت سی صورتیں ہیں۔ لیکن یہ دعاء کی

---

[18] البقرۃ:153

[19] اسے امام الترمذی نے اپنی سنن 2969 میں روایت فرمایا اور شیخ البانی نے صحیح الترمذی 3247 میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

قدر و منزلت پر دلالت کرتا ہے کہ اس کا کتنا عظیم مقام ہے۔ اللہ تعالی نے اپنے بندوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ دعاء کو قبول فرماتا ہے خواہ وہ دعاء، دعائے عبادت ہو یا دعائے مسألۃ (جس میں کچھ مانگا جاتا ہے) ہو۔ پس دعاء کا اپنی دونوں انواع کے ساتھ اللہ تعالی کے سوا کوئی مستحق نہیں، اور اس نے اپنے بندوں سے دعاء کی قبولیت کا وعدہ فرمایا ہے، اور اس پر اجر بھی عطاء فرماتا ہے، وہ سبحانہ وتعالی کریم اور وہاب ہے، فرمایا:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ

اور تمہارے رب نے فرمایا مجھے پکارو، میں تمہاری دعاء قبول کروں گا۔ بے شک وہ لوگ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔[20]

"اور تمہارے رب نے فرمایا کہ مجھے پکارو" حالانکہ وہ غنی ہے سبحانہ وتعالی، اس کے باوجود وہ اپنے بندوں سے مطالبہ فرماتا ہے کہ وہ اسے پکاریں، اور وہ کریم ہے اور فضل و کرم سے نوازنے والا ہے۔

اور اللہ عزوجل نے (آیات صیام کے درمیان میں ہی) فرمایا:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ

[20] غافر: 60

الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ

اور جب میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں تو بے شک میں بہت ہی قریب ہوں، میں پکارنے والے کی دعاء قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے، تولازم ہے کہ وہ میری بات مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں، تاکہ وہ ہدایت پائیں۔[21]

اللہ تعالی کے سوا آخر وہ کون ہے جو انسان کی دعاء قبول کرتا ہے جب تمام راستے اس پر بند ہو جاتے ہیں، اور حالات تنگی کی طرف دھکیل کر مجبور کر دیتے ہیں؟ اور کون ہے جو لاچار وبے کس کی دادرسی فرماتا ہے جب وہ اپنی مشکل کشائی چاہے، اور تمام غم وپریشانی کو دور فرمادیتا ہے:

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ

یا وہ جو لاچار کی دعاء قبول کرتا ہے، جب وہ اسے پکارتا ہے اور تکلیف دور فرمادیتا ہے، اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود برحق ہے؟ بہت کم تم نصیحت وعبرت

[21] البقرۃ:186

حاصل کرتے ہو۔[22]

دعاء کی بڑی عظیم منزلت ہے، اور یہ توحید کے ان عظیم ابواب میں سے ہے جن میں اللہ تعالی عبادت کے ساتھ تنہاء ومنفرد ہے۔ رمضان میں تو یہ مظہر بہت سے مواقع پر بالکل واضح اور روشن ہوتا ہے، جن میں سے بعض خصوصی طور پر اور بعض عمومی طور پر ہیں، جو خصوصی طور پر ہیں ان کا تعلق دلیل کی روشنی میں ماہ رمضان یاروزوں کے ساتھ ہے۔ جو عمومی طور پر ہیں جیسے صبح وشام کے اذکار، نماز کے بعد کے اذکار، جو کچھ انسان بیداری کے وقت یا سوتے ہوئے پڑھتا ہے وغیرہ۔ اور بعض روزوں کے ساتھ مخصوص ہیں چاہے رمضان کے ہوں یا اس کے علاوہ، جن میں سے افطار کے وقت کی دعاء اور دعائے قنوت۔ اور ان تمام اذکار اور دعائوں میں اللہ تعالی کی توحید کو قائم کیا جاتا ہے۔ اس طرح کہ اپنی تمام تر توجہ اور ارادوں میں اللہ کو اکیلا قرار دیا جاتا ہے۔

اسی لیے حدیث میں آیا ہے:

ثَلاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٍ دَعْوَةُ الصَّائِمِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ

تین دعائیں قبول ہوتی ہیں: روزے دار کی دعاء، مسافر کی دعاء اور مظلوم کی (بد) دعاء۔[23]

---

[22] النمل:62

[23] الفتوحات الربانیۃ 4/338 میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: [في رواية] خلیل بن مرة ودعوة المرء

اس حدیث کے الفاظ کے مطابق روزے دار کی دعاء ایک قبول ہونے والی دعاء ہے۔ اور ایک روزے دار اللہ تعالی سے اپنی دعاء کرتے ہوئے اسے دعاء جیسی عبادت میں اکیلا مانتا ہے اور اس کے لیے وحدانیت ثابت کرتا ہے۔ یہ دعاء ایسی عبادت ہے کہ جسے اس کے حقیقی مستحق یعنی اللہ کے سوا کسی کے لیے ادا کرنا جائز نہیں۔

اتباع رسول صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ میں توحید کا مظہر

3- اسی طرح اس فضیلت والے مبارک مہینے رمضان میں توحید الہی کے مظاہر میں سے رسول اللہ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی متابعت کرنا ہے، کیونکہ یہ بات بلاشبہ اللہ تعالی کی توحید میں شامل ہے کیونکہ اسی نے اپنی اور اپنے رسول صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی اطاعت کا حکم دیا ہے، بلکہ بعض اہل علم نے تو اتباع نبی صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور آپ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو اس اتباع میں منفرد ماننے کو توحید کی اقسام میں سے بیان فرمایا ہے، جیسا کہ اس بات کو امام ابن القیم رَحِمَهُ ٱللَّهُ وغیرہ اہل علم نے مقرر فرمایا ہے اور اسے "توحید المرسَل" کا نام دیا ہے، اور توحید کو دو اقسام میں تقسیم فرمایا ہے:

1- توحید مرسِل (رسول بھیجنے والے یعنی اللہ تعالی کا عبادت میں اکیلا ہونا)۔

2- توحید مرسَل (اور بھیجے گئے رسول یعنی محمد رسول اللہ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا اتباع کیے جانے میں اکیلا ہونا)۔

لنفسہ ولم یذکر دعوۃ الوالد والخلیل بن مرۃ ضعیف لا یوثق بہ إذا انفرد فکیف إذا خالف۔ اس کے علاوہ دیگر صحیح احادیث میں باپ کی دعاء اولاد کے لیے کا ذکر ہے۔

اور رمضان میں رسول اللہ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی متابعت آپ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی پیروی سے واضح ہوتی ہے کہ اس ماہ سے متعلق واجبات، سنن و مستحبات کو ادا کیا جائے۔

کیونکہ جب ہم توحید کی بات کرتے ہیں تو توحید کے تحت جو بھی چیزیں توحید میں سے ہیں ان پر بھی کلام ہوتا ہے یا ان اعمال کو ادا کرنا جو توحید کے واجب کمال یا مستحب کمال میں سے ہیں۔

پس ان سنتوں میں سے جن کی ادائیگی کی ایک بندہ رمضان میں حرص کرتا ہے جو نبی کریم صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے ثابت ہیں جیسے سحری کی حرص اور اس میں تاخیر کرنا، اور اس بات پر دلالت آپ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا یہ فرمان کرتا ہے کہ:

فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحَرِ

ہمارے روزوں اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان فرق سحری کھانے کا ہے۔[24]

اسی میں سے افطاری میں جلدی کرنا بھی ہے، اور رطب کھجور کھا کر افطاری کرنا، جیسا کہ سحری بھی تمر کھجور سے ہوتی ہے۔

اسی میں سے قرآن مجید اور عبادت کے معاملے میں سخت محنت کرنا خصوصاً اس

[24] صحیح مسلم 1099۔

کے آخری عشرے میں۔

روزوں میں گناہوں سے اجتناب بھی توحید کا مظہر ہے

4- پس یہ کچھ مختصر سے جملے تھے جو توحید کے مظاہر کے تعلق سے کلام کے سلسلے میں بیان ہوئے۔ اسی کو لے کر آپ کلام کو عام کرسکتے ہیں تمام واجب اطاعات پر، گناہوں کے ترک کرنے پر، کہ انسان اپنے روزے کی حفاظت کرے، اور اس فریضہ کو ادا کرے۔ کیونکہ بعض لوگ اپنے نفس کو بس اس بات کا پابند بنالیتے ہیں کہ وہ بھوک پیاس برداشت کرے مگر اس بات کی حرص نہیں رکھتے کہ وہ ان روزوں کے ذریعے اپنے گناہوں کی مغفرت کرواکر کامیاب ہوجائیں، اور اللہ تعالی اس کا یہ روزہ قبول فرمائے۔ کیونکہ بلاشبہ روزے کی بہت ہی عجیب وغریب تاثیر ہوتی ہے جس سے بندہ اپنی اصلاح نفس اور شریعت الہی پر استقامت کا کام بخوبی لے سکتا ہے، اسی لیے امام ابن القیم رَحِمَهُ ٱللَّهُ نے فرمایا:

روزے کی ظاہری اعضاء وجوارح اور باطنی قوتوں کی حفاظت، اور انہیں ایسے فاسد مواد میں گھل مل جانے سے بچانے میں کہ جو اس پر حاوی آجائیں تو اسے بگاڑ کر رکھ دیں، کے تعلق سے بہت عجیب وغریب تاثیر ہوتی ہے، وہ اس ردی مواد کو نکال پھینکتا ہے جو اس کی صحت میں مانع ہو۔ پس روزہ دل اور اعضاء وجوارح کی صحت کا ضامن ہے، اور اسے وہ کچھ لوٹا دیتا ہے جو شہوات کے ہاتھوں نے اس سے چھینا ہوتا ہے۔ (امام صاحب کا کلام ختم ہوا)

لہذا ایک بندے پر واجب ہے کہ وہ گناہوں کے بارے میں بچے کیونکہ وہ اس کی

توحید میں نقص پیدا کرتے ہیں، اور اس کے ایمان میں بھی نقص کا سبب ہیں۔ اسی لیے جابر رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ فرماتے ہیں:

إِذَا صُمْتَ فَلْيَصُمْ سَمْعُكَ وَبَصَرُكَ وَلِسَانُكَ، عَنِ الْكَذِبِ وَالْمَآثِمِ، وَدَعْ أَذَى الْجَارِ، وَلْيَكُنْ عَلَيْكَ وَقَارٌ وَسَكِينَةٌ يَوْمَ صِيَامِكَ، وَلَا تَجْعَلْ يَوْمَ فِطْرِكَ وَيَوْمَ صِيَامِكَ سَوَاءً

جب تم روزہ رکھو تو چاہیے کہ تمہارے کان، نگاہیں اور زبان بھی جھوٹ اور گناہ سے بچتے ہوئے روزے میں ہوں، اور پڑوسی کو اذیت دینے سے باز رہو، اور تمہارے اوپر اپنے روزے والے دن کا وقار وسکینت ہونی چاہیے، اپنے بے روزے اور روزے والے دن کو ایک جیسا نہ بنادو۔[25]

اور ابوہریرہ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ سے آتا ہے کہ آپ نے فرمایا:

الْغِيبَةُ تَخْرِقُ الصَّوْمَ، وَالاسْتِغْفَارُ يُرَقِّعُهُ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَجِيءَ غَدًا بِصَوْمِهِ مُرَقَّعًا فَلْيَفْعَلْ

غیبت روزے کو پھاڑ دیتی ہے جبکہ استغفار اسے پیوند لگا دیتی ہے، تم میں سے جو کوئی اس کی طاقت رکھے کہ کل وہ پیوند لگے روزے ہی

[25] مصنف ابن ابی شیبہ 8965، امام الحاکم "معرفۃ علوم الحدیث" 61 میں فرماتے ہیں: مرسل فإن سليمان بن موسى الأشدق لم يسمع من جابر ولم يره۔

لے آئے تو ایسا ضرور کرے۔[26]

امام ابن رجب رَحِمَهُ ٱللَّهُ اس اثر پر تعلیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں جیسا کہ آپ کی کتاب ''لطائف المعارف'' میں ہے، فرمایا:

ہمارے یہ روزے ہم سے نفع بخش تیاری چاہتے ہیں اور ایسا عمل صالح جو اس کی سفارش کر سکے، کتنا ہی ہم اپنے روزوں کو پھاڑ دیتے ہیں اپنے کلام کے تیر سے پھر اسے پیوند لگاتے پھرتے ہیں، کبھی تو وہ پھٹی ہوئی جگہ پیوند سے بھی تجاوز کر جاتی ہے۔ مقصود یہ ہے کہ جو حقیقی روزہ چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ اپنے سر اور جو کچھ اس میں گردش کر رہا ہے اس کی حفاظت کرے، اپنے پیٹ اور جو کچھ اس میں بھرا ہے اس کی حفاظت کرے، موت اور فنا ہونے کو یاد رکھے، آخرت کی چاہت رکھے اور دنیا کی زینتوں کو چھوڑ دے، تو پھر اس کی عید فطر اپنے رب سے ملاقات اور اس کے دیدار کی فرحت والے دن ہو گی۔ (امام صاحب کا کلام ختم ہوا)

پس ایک بندہ اس بات کی حرص رکھے کہ وہ اللہ تعالی کے لیے اپنی توحید کو ظاہر کرے ان باتوں پر عمل کر کے جس کا اس نے حکم دیا ہے کہ عبادت میں اس کو یکتا ماننا، واجبات و مستحبات کی ادائیگی، اور ہر اس چیز کو ترک کرنا جو اس عبادت میں نقص کا سبب ہو یا بالکل ہی اس عبادت کو لے جائے۔

---

26 شعب الایمان للبیہقی 2434، قال البیہقی: اسنادہ ضعیف۔

تلاوت قرآن اور توحید

5-اور وہ سب سے بڑی بات جس کی حرص اس مہینے میں کرنی چاہیے قرآن مجید کا معاملہ ہے کہ جس کی کوئی بھی آیت ہو وہ توحید الہی پر دلالت کرتی ہے، جیسا کہ اس بات کو علماء کرام جن میں سے امام ابن القیم رَحِمَهُ ٱللَّهُ بھی ہیں نے ذکر فرمایا ہے۔ اور قرآن کا اہتمام کرنے میں اس کی تلاوت کا، تفسیر کا، اس میں جو احکام واسرار موجود ہیں ان کی معرفت کا اہتمام سب شامل ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رَحِمَهُ ٱللَّهُ قرآن مجید سیکھنے اور اس کی حرص کرنے کے معنی کے بیان میں فرماتے ہیں:

اس میں اس کے حروف ومعانی سب کی تعلیم داخل ہے۔ بلکہ اس کے معانی کی تعلیم تو اس کے حروف کی تعلیم سے بھی اولین مقصود ہے۔ یہی تو ایمان میں اضافے کا سبب ہے۔ جیسا کہ جندب بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن عمر رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا وغیرہ کا فرمان ہے:

ہم نے ایمان سیکھا پھر ہم نے قرآن سیکھا، تو ہمارے ایمان میں اضافہ ہو گیا، جبکہ تم لوگ پہلے قرآن سیکھتے ہو پھر ایمان سیکھتے ہو۔ (امام صاحب کا کلام ختم ہوا)[27]

امام ابن القیم رَحِمَهُ ٱللَّهُ فرماتے ہیں:

قرآن کی تعلیم سیکھنا اور سکھانے میں یہ باتیں شامل ہیں:

اس کے حروف کو سیکھنا اور سکھانا، اس کے معانی کو سیکھنا اور سکھانا، یہ دونوں اس کے

[27] التاریخ الکبیر للبخاری 2266 کے الفاظ ہیں: ''تَعَلَّمْنَا الإِيمَانَ قَبْلَ أَنْ نَتَعَلَّمَ الْقُرْآنَ، ثُمَّ تَعَلَّمْنَا الْقُرْآنَ فَازْدَدْنَا بِهِ إِيمَانًا''۔

علم اور تعلیم کی اشرف ترین اقسام ہیں، کیونکہ اصل مقصود تو معانی ہی ہیں۔

لہذا قرآن مجید کی محض تلاوت ہی کی حرص نہیں ہونی چاہیے، اگرچہ اس کے عظیم فضائل ہیں اور شرعی نصوص میں جانے پہچانے ہیں، بلکہ اس سے یہ بھی مقصود ہونا چاہیے کہ اس کی تفسیر پر اور آیات کے معانی پر نظر کی جائے، اسی طرح سے کتاب اللہ میں جو شرعی احکام آئے ہیں ان کی معرفت حاصل کی جائے۔

توحید اور تقویٰ

6- اسی طرح سے توحید سے متعلق ایک اہم بات جس سے روزوں کے تعلق سے ایک بندے کو ضرور استفادہ کرنا چاہیے، اور ان میں سے جو سب سے بہترین استفادہ بندہ حاصل کر سکتا ہے وہ تقویٰ کا حصول ہے، کیونکہ اللہ تعالی نے اسی کے متعلق فرمایا:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ
عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا لکھ دیا (فرض کر دیا) گیا ہے، جیسے ان لوگوں پر لکھا گیا جو تم سے پہلے تھے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔[28]

[28] البقـرۃ:183

تو یہ وسیلہ ہے اللہ تعالی کا تقویٰ حاصل کرنے کا۔ اور تقویٰ کی تعریف جیسا کہ معروف ہے امام طلق بن حبیب رَحِمَہُ ٱللَّهُ کے قول سے کہ:

تقویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالی کی اطاعت کرنا، اللہ تعالی کی جانب سے آئے نور کی روشنی میں، اللہ تعالی کے ثواب کی امید رکھتے ہوئے، اور اللہ تعالی کی نافرمانی کو ترک کرنا، اللہ تعالی کی جانب سے آئے نور کی روشنی میں، اللہ تعالی کے عذاب سے ڈرتے ہوئے۔

چنانچہ تقویٰ کا مطلب ہوا اطاعتوں پر عمل پیرا ہونا اور معاصی وگناہ سے اجتناب کرنا۔ اور تقویٰ کی چوٹی توحید الہی اور عبادت میں اسے اکیلا قرار دینے کے سوا بھی کچھ ہو سکتی ہے؟!

روزہ اور تزکیۂ نفس

7- اسی طرح عظیم مقاصد میں سے نفس کا تزکیہ بھی ہے، اللہ عزوجل کا نفس کے تعلق سے فرمان ہے:

قَدۡ أَفۡلَحَ مَن زَكَّىٰهَا، وَقَدۡ خَابَ مَن دَسَّىٰهَا

یقیناً وہ کامیاب ہو گیا جس نے اسے پاک کر لیا، اور یقیناً وہ نامراد ہو گیا جس نے اسے خاک میں ملا دیا۔[29]

[29] الشمس: 9-10

چنانچہ یہ مہینہ دیگر تمام مہینوں سے بڑھ کر نفس کا تزکیہ کرنے میں بندے کی مدد کرتا ہے۔ کیونکہ اس میں ماحول ایسا سازگار بنادیا گیا ہوتا ہے کہ دل قرآن کریم کی جانب مائل ہوتے ہیں، نماز کو ان کے اوقات میں مسلمانوں کے ساتھ باجماعت ادا کرنے کی حرص ہوتی ہے، روزہ رکھنا جس سے شیطان کی راہیں تنگ ہو جاتی ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے:

إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ

بے شک شیطان انسان کے اندر خون کی مانند دوڑتا ہے۔[30]

یہ وہ مہینہ ہے جس میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، اور شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم میں موجود حدیث میں ہے۔

توحید کی تینوں اقسام کا اپنی عبادات میں شعور پیدا کرنا

چنانچہ ایک بندے کو یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالی کے حکم سے جس بھی عمل کی ادائیگی کرتا ہے جیسے عبادت کا اس کی شرائط وواجبات کے ساتھ ادا کرنا، اس پر وہ اللہ تعالی کی توحید کے ساتھ قائم ہوتا ہے، تو وہ توحید کی تینوں اقسام کے ساتھ اپنے اندر شعور پیدا کرے۔

اللہ تعالی کی ربوبیت میں توحید کہ بلاشبہ وہی خالق ہے، مدبر ہے، تصرف فرمانے والا

[30] صحیح بخاری 3281، صحیح مسلم 2177۔

ہے جس نے بندوں کو پیدا فرمایا، ان کے لیے ہدایت کے راستوں اور واجبات کی ادائیگی کے طریقوں کو آسان بنادیا، اور ان کے لیے وہ تمام اسباب مہیا فرمائے جس کے ذریعے وہ اللہ تعالی کی عبادت کو بجالاسکیں۔ اللہ تعالی نے اس کے اردگرد ایسی چیزیں پیدا فرمائیں جو اس کی معاون ہیں، بندے کی معاون ہیں کہ وہ عبادت کے کام کو انجام دے سکے۔ تو اس کا یہ ایمان ہے اللہ تعالی کی توحید ربوبیت پر۔

اسی طرح سے توحید اسماء وصفات کا شعور اپنی زندگی اور اس عظیم شعیرے یعنی روزے کی ادائیگی میں یوں پیدا کرے کہ وہ سبحانہ وتعالی الغفور ہے جس سے مغفرت طلب کی جاتی ہے، حکیم ہے جس کے لیے حکم اور حکمت بالغہ ہے ہر اس بات میں جو اس نے مقدر کی اور فیصلہ فرمایا، وہ سبحانہ وتعالی التواب ہے اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتا ہے توبہ قبول فرماتا ہے، وہ الجبار ہے جس کی بھرپور عظمت وقوت وقہر وغلبہ ہے۔ پس اس کے اسماء کو جانیں اور جن صفات پر وہ دلالت کرتے ہیں انہیں بھی، اور اللہ تعالی کا تقرب ان اسماء اور صفات کے تقاضوں کے ذریعے حاصل کیجئے۔

اسی طرح توحید الوہیت کا معاملہ ہے کہ عبادات میں سے کسی بھی عبادت کو اس کے مستحق سبحانہ وتعالی کے سوا کسی کے لیے نہ ادا کیا جائے، وہی سبحانہ وتعالی اکیلا عبادت کا مستحق ہے، فرمایا:

يَآيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ

اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو۔[31]

وہ سبحانہ وتعالی تنِ تنہاء ہی اس بات کا مستحق ہے کہ تمام عبادات اسی کے لیے بجالائی جائیں، جیسا کہ وہی اکیلا خالق ہے، کائنات کی تدبیر اور تصرف کرنے والا ہے، تو اسی طرح ایک بندے پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالی کو اپنے اقوال وافعال اور تمام امور عبادت میں اکیلا جانے۔

اور عبادت کی تعریف جیسا کہ معلوم ہے:

یہ ایک ایسا جامع اسم ہے جو ہر اس بات کو شامل ہے جسے اللہ تعالی پسند فرماتا ہے اور اس سے راضی ہوتا ہے۔

پس ہر وہ بات جسے اللہ تعالی پسند فرماتا ہے اور اس سے راضی ہوتا ہے خواہ اقوال ہوں یا افعال، ظاہری ہوں یا باطنی واجب ہے کہ ان میں اللہ تعالی کی توحید کو اپنایا جائے۔ اور کسی بھی عبادت کو غیر اللہ کے لیے نہ ادا کیا جائے کیونکہ وہی اکیلا سبحانہ وتعالی اس کا مستحق ہے۔ لہذا ایک بندہ اگر اسی باب میں کوتاہی کا شکار ہو تو وہ ایک عظیم ترین اور جلیل القدر باب میں کوتاہی کا شکار ہے۔ توحید کا اہتمام کرنا دراصل تمام نیکیوں سے بڑھ کر نیکی کا اہتمام کرنا ہے، جیسا کہ اس کی ضد کو چھوڑ دینا یعنی شرک کو اور اس سے بچنے کی خوب حرص کرنا دراصل تمام برائیوں سے بڑھ کر برائی سے بچنے کی حرص کرنا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی کے ساتھ کفر وشرک کرنے سے بڑھ کر کوئی برائی نہیں، اور اللہ کی توحید، عبادت میں اسے اکیلا قرار دینے اور عبادت کی قبولیت کی دونوں عظیم شرطوں یعنی اللہ کے لیے اخلاص اور نبی کریم صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی متابعت کو

---

[31] البقرۃ:21

پانے سے بڑھ کر کوئی احسن اور اچھی بات نہیں۔

یہ کچھ باتیں تھیں توحید کے تعلق سے اور اس کی بعض نشانیاں اس فضیلت والے مہینے میں۔ اللہ تعالی سے دعاء ہے کہ وہ ہم سے اور آپ سے ہمارے نیک اعمال، صیام و قیام قبول فرمائے۔ اور ہمارے اور آپ کے گناہوں کو بخش دے۔ اور ہمارے اعمال میں سے خیر اعمال پر خاتمہ فرمائے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

تعلیقات